بحث و نظر

بجٹ پر ایک نظر

چوہدری رحمت الٰہی صاحب - نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان

مارشل لاء کے خاتمے کے بعد یہ پہلا بجٹ ہے جو سیاسی پس منظر کے حامل وزیر خزانہ نے پیش کیا ہے۔ لیکن یہ عوام کی توقعات پر پورا نہیں اترا۔ توقع کی جا رہی تھی کہ عوام کو کافی زیادہ مراعات دی جائیں گی۔ کیونکہ عالمی منڈی میں تیل، خوردنی تیل اور چائے کی قیمتوں میں بہت زیادہ کمی ہونے کی وجہ سے حکومت کو کافی بچت ہوئی ہے۔ حکومت نے اس بچت میں عوام کو شریک کرنے میں بہت بخل سے کام لیا ہے۔ تیل کی قیمت میں صرف ۲۰ پیسے فی لیٹر کمی کی گئی ہے جو اس وقت سوا سات روپے فی لیٹر فروخت ہو رہا ہے اور ہائی سپیڈ ڈیزل میں چالیس پیسے فی لیٹر کمی کی گئی ہے جب کہ بین الاقوامی منڈی میں تیل کی قیمتیں ایک تہائی رہ گئی ہیں۔ لوگوں کو جو سہولت دی گئی ہے وہ اس کمی کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔

پندرہ سو روپے ماہوار تک تنخواہ پانے والے ملازمین کو ساڑھے چار فیصد اور پندرہ سو روپے سے زائد تنخواہ پانے والوں کو ساڑھے تین فیصد (INDEXATION BENEFIT) دیا جائے گا جب کہ حکومت کے اپنے اعلان کے مطابق افراط زر کی شرح ۵٪ سے زیادہ ہے لیکن درحقیقت افراطِ زر کی شرح دس فی صد سے بھی زیادہ ہے۔ اس طرح تنخواہ دار طبقہ کو اس معمولی اضافہ کے باوجود سخت حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اسلامی نقطۂ نظر سے بجٹ بہت مایوس کن ہے۔ بجٹ میں تمام سطحوں پر سود کو قائم

رکھا گیا ہے۔ بانڈز کا آزادانہ استعمال کیا گیا ہے اور بانڈز کی بنیاد پر نئی سکیمیں بلا کراہت تجویز کی گئی ہیں۔ تین سے دس فی صد شرح سود تک اندرونی و بیرونی مشینری کے لیے قرضے دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے اور وزیر خزانہ نے معیشت کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی حکومت کی اعلان شدہ پالیسی سے انحراف کرتے ہوئے کسی معذرت کا اظہار کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا۔ وزیر خزانہ نے جی این پی میں تبدیلی کی بنا پر بانڈز پر منافع کی انڈیکیشن کی جو نئی تجویز پیش کی ہے وہ اسلامی لحاظ سے ناقابلِ قبول اور معاشی لحاظ سے ناقابلِ حصول ہے۔

میں حکومت سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ حکومت اپنی پالیسی پر نظرثانی کرے اور دیانت داری سے حرمتِ سُود سے متعلق اسلامی احکامات پر بلاحیل وحجت اور بلاچون وچرا عملدرآمد کی کوشش کرے۔

بجٹ تعلیمی شعبے کو مزید ترقی دینے میں ناکام رہا ہے جس کے لیے اب علیحدہ اقرا ٹیکس کے ذریعے کافی وسائل جمع کیے جا رہے ہیں۔ تعلیم شدید زبوں حالی کا شکار ہے۔ دیہی علاقوں میں صورتِ حال اور بھی خراب ہے۔ معیارِ تعلیم روز بروز گرتا جا رہا ہے۔ حقیقت پسندانہ اور مؤثر پروگرام کی عدم موجودگی کی وجہ سے خواندگی مہم کے نام پر کثیر وسائل ضائع ہو رہے ہیں۔ حکومت کو تعلیم کے نظریاتی پہلو اور معیارِ تعلیم کی بہتری کی طرف بھی لازماً توجہ دینی چاہیے۔

یہ امر بہت افسوسناک ہے کہ بجٹ میں سارا زور مراعات یافتہ طبقے کو مزید ریلیف دینے پر صرف کیا گیا ہے اور عام آدمی پر بوجھ لادا گیا ہے۔ ڈاک اور ٹیلی فون کے نرخوں میں اضافہ سے ملک کا ہر شہری متاثر ہوگا اور اس بات کی کوئی ضمانت نہیں ہے کہ پٹرول اور ڈیزل کی قیمت میں جو برائے نام کمی کی گئی ہے وہ عام صارف تک پہنچ سکے گی۔

وزیر خزانہ نے ۹ کروڑ روپے کی اضافی رقم کا دعویٰ کیا ہے جب کہ حقیقتاً تین سو کروڑ روپے کا خسارہ ہے جس کے بارے میں یہ واضح نہیں کیا گیا کہ یہ خسارہ کہاں سے پورا کیا جائے گا۔ کیا اس خسارے کو پورا کرنے کے لیے حسبِ سابق قوم کو ایک منی بجٹ دیا جائے گا۔ وزیر خزانہ کو اس سوال کا واضح جواب دینا چاہیے۔

اس بجٹ میں بھی بیرونی قرضوں پر پاکستان کے انحصار میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ بیرونی قرضے ہمارے مالیات کا اہم ذریعہ ہیں اور اس وقت بیرونی قرضے تقریباً ساڑھے دس بلین ڈالر یا

ایک سو ستر بلین روپے ہیں۔ اس سال جو بیرونی قرض لیا جائے گا وہ تمام اس قرض کے سود کی ادائیگی میں چلا جائے گا۔ یہ صورت انتہائی پریشان کن ہے۔

بجٹ اب قومی اسمبلی کے سامنے پیش ہے۔ حکومت اور تمام ارکانِ اسمبلی سے میری خصوصی اپیل ہے کہ وہ بجٹ کا تفصیلی جائزہ لے کر اس میں بنیادی تبدیلیاں کریں تاکہ عام لوگوں کو کچھ بنیادی ریلیف دیا جا سکے اور زراعت پیشہ لوگوں، چھوٹے کاروباری طبقے اور خود کام کرنے والے اہل صنعت و حرفت کی حوصلہ افزائی کی جا سکے۔ ان طبقات کی حوصلہ افزائی کر کے ہی ملک اقتصادی خودکفالت حاصل کرنے کی منزل کو پا سکتا ہے۔

وہ اقدامات جو مرکزی بجٹ کے تحت ضروری ہیں

(وزیر اعظم اور وزیر خزانہ سے اپیل)

جناب میاں طفیل محمد صاحب۔ امیر جماعت اسلامی پاکستان

یہ عجیب بات ہے کہ بجٹ جو ہر قوم کی مالی زندگی کا ایک مستقل سالانہ فیچر اور معمول کا واقعہ ہے۔ ہمارے ملک میں یہ ہر سال خوف و ہراس کا پیش خیمہ اور شہریوں کے لیے سراسیمگی کا پیغام بن کر آتا ہے۔ اور ہمارے ہر بجٹ کے بعد اشیائے ضرورت کی قیمتوں میں اور ٹیکسوں کے بوجھ میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اب پھر چند دنوں کے بعد نیا بجٹ آنے والا ہے اور باشندگانِ ملک اس سے خوف زدہ ہیں۔ اس موقع پر میں ملک کے وزیر خزانہ اور وزیر اعظم سے پوری دردمندی کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بجٹ کی اس خوفناک روایت کو تبدیل کریں۔ نئے جمہوری دور کے سامنے بجٹ کے سلسلے میں بھی بہتر روایات کا آغاز کریں۔ اس بجٹ کو اسلام کے فلاحی نظام کی طرف پیش قدمی اور عوام کی مشکلات کم کرنے کا ذریعہ بنائیں۔ اس مقصد کے لیے میرے خیال میں درج ذیل اقدامات آسانی سے کیے جا سکتے ہیں۔

۱۔ حکومت اپنے انتظامی اور غیر پیداواری مصارف کا سنجیدگی سے حقیقت پسندانہ جائزہ لے اور اپنے ان تمام شاہانہ اور مسرفانہ اخراجات کو جو محض ظاہری شان و شوکت